یکے از مطبوعات شعبہ اشاعت لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی بسلسلہ صد سالہ جشنِ تشکر

'بیت بازی' لجنہ کراچی کے اشاعتی پروگرام کی چودھویں کتاب ہے جو 1991ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کتاب کی پسندیدگی اور دعاؤں پر مشتمل حیات بخش مکتوب ارسال فرمایا۔ آپؒ نے تحریر فرمایا

''لجنہ کراچی کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب ''اصحابِ فیل'' اور ''بیت بازی'' موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔ بیت بازی والا آئیڈیا تو بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کتب کی اشاعت کو احمدی بچوں کی تربیت اور ان میں اعلیٰ اخلاق کی ترویج کے لئے بہت ہی مفید بنائے اور آپ کی مساعی ہر لحاظ سے بابرکت نتائج کی حامل ثابت ہو۔ اِن کتب کی تیاری میں شریک ہونے والی بہنوں کو میری طرف سے محبت بھرا سلام اور دعائیہ پیغام پہنچا دیں۔ اللہ اِن سب سے ہمیشہ راضی رہے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔''

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب بہت مقبول ہوئی اب اس کا تازہ ایڈیشن پیش خدمت ہے جس میں کلامِ طاہر سے اشعار بھی شامل ہیں۔ دعا ہے کہ حضورؒ کی دعائیں ہمارے ساتھ رہیں اور خدمتِ دین کی توفیق پائیں۔

خاکسار

سیکرٹری اشاعت

بیت بازی

دُرِّثمین، کلامِ محمود، کلامِ طاہر، دُرِّعدن اور بُخارِ دل

سے منتخب اشعار

یکے از مطبوعات

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی
بسلسلہ صد سالہ جشن تشکر

نام کتاب .... بیت بازی

ناشر .... لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی

شمارہ نمبر 14

طبع .... پنجم

تعداد 1000

کتابت .... خالد محمود اعوان

پرنٹر .... **پرنٹ گرافکس** ڈیزائنر اینڈ پرنٹرز

فون: 0300-2260712, 0300-2560760

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

صد سالہ سال تشکر کے موقع پر لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کا شعبہ اشاعت یہ کتاب "بیت بازی" کے نام سے شائع کر رہا ہے۔

اس میں درثمین، کلام محمود، کلامِ طاہر، درِ عدن اور بخارِ دل سے منتخب اشعار لئے گئے ہیں۔ حروفِ تہجی کی ترتیب سے تیار کی گئی ہے۔ اس کی تیاری میں محترمہ نزہت آرا حفیظ صاحبہ کی کاوش شامل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"معاشرے کا مذاق بعض مطالبے کرتا ہے۔ اگر آپ نے مذاق کی اصلاح نہ کی۔ اور مطالبوں کی راہ میں کھڑے ہو گئے۔ تو آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مذاق بلند کریں۔ اور مذاق کے مطالبات پورے کریں۔ یہ دو چیزیں اکٹھی ہونا ضروری ہیں..... بہتر مذاق پیدا کرنا نہایت اہم ہے......

اگر ادبی ذوق ہی نہیں۔ تو آپ اس کو دوسری طرف اس قسم کی چیز میں منتقل نہیں کر سکتے۔ جن کو شعر و شاعری کا شوق ہے۔ وہی پھر آخر اعلیٰ درجے کے کلام سے لذت یابی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء بیت الفضل لنڈن)

اللہ تعالیٰ محترمہ نزہت آرا حفیظ صاحبہ کو جزائے خیر عطا کرے جنہوں نے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ ان پیارے موتیوں کو نئے انداز سے مرتب کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان سے اپنے دامن کو بھرنے اور سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکسار

سلیمہ میر

صدر لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

الف

درثمین

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا!
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

کلامِ محمود

اپنا چہرہ کہیں دکھلائے وہ رب العزت
مدتوں سے ہے یہی دل میں تمنا ہم کو

آدمی کیا ہے تواضع کی نہ عادت ہو جسے
سخت لگتا ہے بُرا کبر کا پُتلا ہم کو

اک دفعہ دیکھ چکے موسیٰؑ تو پردہ کیسا
ان سے کہہ دو کہ اب چہرے کو عریاں کردیں

آنکھوں میں رہی نہ جب بصارت
دیدار رخِ نگار کیوں ہو!

احمدی لوگ ہیں دنیا کی نگاہوں میں ذلیل
ان کی عزت کو بڑھائیں انہیں اونچا کردیں

اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو

کلامِ طاہر

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

آنکھ اپنی ہی ترے عشق میں ٹپکاتی ہے
وہ لہو جس کا کوئی مول نہیں۔ آج کی رات

اک میں ہی تو ہوں یارب۔ صیدِ تہِ دام اُس کا
دل گاتا ہے گُن اس کے۔ لب جپتے ہیں نام اُس کا

اے شاہِ مکی و مدنی سیدالوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

درِ عدن

آج ہر ذرہ سپر طور نظر آتا ہے
جس طرف دیکھو وہی نور نظر آتا ہے

السّلام اے ہادیٔ راہ ہدیٰ جانِ جہاں
وَالصّلوٰۃ اے خیر مطلق اے شہِ کون و مکاں

آپ چل کر تو نے دکھلا دی رہِ وصلِ حبیبؐ
تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں

ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا
بے ملے تیرے ملے ممکن نہیں وہ دِلستاں

بخارِ دل

اے خوشا وقت کہ پھر وصل کا ساماں ہے وہی
دست عاشق ہے وہی یار کا داماں ہے وہی

آتشِ عشق و محبت کا وہی زور ہے پھر
قلب بریاں ہے وہی دیدۂ گریاں ہے وہی

اس وسیلہ کے سوا وصل کی صورت ہی نہ تھی
قاصدِ بارگہِ حضرتِ ذیشاں ہے وہی

ب

درثمین

باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل
ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار

بے خدا بے زُہد و تقویٰ بے دیانت بے صفا
بَن ہے یہ دنیائے دوں طاعوں کرے اس میں شکار

بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شب ہائے تار

بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملے سے مغلوب اور خوار

بے خُدا کوئی چیز کیوں کر ہو!
یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات

کلامِ محمود

بُرائی دُشمنوں کی بھی نہ چاہیں!
ہمیشہ خیر ہی دیکھیں نگاہیں!

بنیں ابلیسِ نافرماں کے قاتل
لوائے احمدیت کے ہوں حامل

بڑھیں اور دُنیا کو بڑھائیں — پڑھیں اور ایک عالم کو پڑھائیں
بھنور میں پھنس رہی ہے کشتیٔ دیں — تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے
بے سروساماں ہوں اس دنیا میں اے میرے خدا — اپنی جنت میں بنا دیں آپ میرا ایک گھر

کلامِ طاہر

بن بیٹھے خدا بندے۔ دیکھا نہ مقام اُس کا — طاغوت کے چیلوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا
بس دُعائیں کرو یہ دُعا ہی تو تھی جس نے توڑا تھا سَر کبرِ نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیرِ نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی
بچے بھوکے گریاں ترساں۔ دیپک کی لَو لرزاں لرزاں
کُٹیا میں افلاس کے بھوت کا ناچا سایہ ساری رات
بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے — جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں۔ بدل رہا ہے نظام کہنا
بندِ شکیب توڑ کر آنسو برس پڑے — اپنوں پہ بھی نہیں ہے مجھے اختیار دیکھ

درِعدن

بخدا بے عدیل ہے احمدؐ — شانِ ربِ جلیل ہے احمدؐ
باعثِ نازِ حضرتِ آدمؑ — عزّ و فخرِ خلیل ہے احمدؐ
بحرِ رحمت نے جوش فرمایا — بن کے ابرِ کرم جو تو آیا

بخارِ دل

بہت تھوڑی پونجی ہے ایمان کی — اور اس پر بھی نیّت ہے شیطان کی
بارگاہِ احدیت کو پکاروں کیوں کر — ایک درویش کہاں قاضیٔ حاجات کہاں
بحر و بر کے ہر سفر میں آپ کے — خضرِ راہ ہوں حضرتِ خیر الانامؐ

پ

درثمین

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
پھولوں کو جا کے دیکھو اُسی سے وہ آب ہے — چمکے اُسی کا نور مہ و آفتاب میں
پھر دوبارہ آ گئی احبار میں رسمِ یہود — پھر مسیحِ وقت کے دشمن ہوئے یہ جُبّہ دار

پاک دل پر بد گمانی ہے یہ شقوت کا نشان
اب تو آنکھیں بند ہیں دیکھیں گے پھر انجام کار

پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ ربِ ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب لگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

پھر بہار دیں کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

کلامِ محمود

پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکین رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو

پل بھر میں مَیل سینکڑوں برسوں کی دُھل گئی
صدیوں کے بگڑے ایک نظر میں سُدھر گئے

پُر کر گئے فلاح سے جھولی مراد کی
دامانِ آرزو کو سعادت سے بھر گئے

پر تری پُشت پہ وہ ہے جسے کہتے ہیں خدا
جس کے آگے ہے ملائک کا بھی ہوتا سرخم

پلائے تو اگر مجھ کو تو میں اتنی پیوں ساقی
رہوں تا حشر قدموں پر ترے میں سرنگوں ساقی

پر مسلمان راستہ پر محوِ حیرت ہے کھڑا
کہہ رہا ہے اُس کو مُلّا اِک قدم آگے نہ چل

کلامِ طاہر

پھر باغِ مصطفےٰ کا دھیان آیا ذوالمنن کو
سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اِس چمن کو

پیار کے پھول دِل میں سجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اُٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدہ اِک بدیس آشیاں کے لئے

پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مری جو دُعائیں کریں، رنگ لائیں میرے جہاں کے لئے

پشاور سے انہی راہوں پہ سنگستانِ کابُل کو
میرا شہزادہ لے کر جان کا نذرانہ آتا ہے

پُورب سے چلی چلی پُرنم پُرنم بادِ رَوح و ریحانِ وطن
اُڑتے اُڑتے پہنچے پچھم سُندر سُندر مُرغانِ وطن

درِ عدن

پر شاہِ دو عالم کے پیر دو کونین کے وارث بنتے ہیں
موجود ہے جو مقصود ہے جو دونوں ہی حاصل ہوتے ہیں

پیشوائی کے لئے نکلیں گھروں سے مرد و زن
یہ خبر سُن کر کے آئے پیشوائے قادیاں

بخارِ دل

پاک تیرا نام ہے میرے خدا — رحم تیرا کام ہے میرے خدا
پیشگوئی ہو جس سے اک پوری — سب میں سچی وہی روایت ہے
پاک کن از گناہِ پنہانم — میرے آقا بہت ندامت ہے

ت

دُرِّ ثمین

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں — یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانی
تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمتِ اتم ہے — کیونکر ہو حمد تیری کب طاقتِ قلم ہے
تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے — یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانی
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر — یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانی
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قِصہ کیا کہیں — پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب — شرطِ رہ پر صبر ہے اور ترک نامِ اضطرار
تیرِ تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں — تیر اندازو نہ ہونا سُست اس میں زینہار
تا دکھا دے منکروں کو دیں کی ذاتی خوبیاں — جن سے ہوں شرمندہ جو اسلام پر کرتے ہیں وار

کلامِ محمود

تری عقل کو قوم کیا ہو گیا ہے ! — اُسی کی ہے بدخواہ جو راہنما ہے
تاجِ اقبال کا سر پر ہے مزین تیرے — نصرت و فتح کا اڑتا ہے ہوا میں پرچم
تری رہ میں بچھائے بیٹھے ہیں دل مدتوں سے ہم — سواری دیکھئے اب دلربا کب تیری آتی ہے
تری محبت میں مرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائینگے ہم — مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در پر سے جائینگے ہم
تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائینگے ہم — تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائینگے ہم
تم مُدبّر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو! — ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو
تو بارگاہِ حُسن ہے میں ہوں گدائے حُسن — مانگوں گا بار بار میں تو بار بار دے

کلامِ طاہر

تاریکی پہ تاریکی، گمراہی پہ گمراہی
اِبلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی

تُو مرے دِل کی کشش جہات بنے
اِک نئی میری کائنات بنے

تیرا غلامِ دَر ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تُو میرا بھی حبیب ہے، محبوبِ کبریا

تیرے لئے ہے آنکھ کوئی اشکبار دیکھ
نظریں اُٹھا خدا کے لئے ایک بار دیکھ

توڑ دیتیں ڈالیاں، آتا نہ کچھ ان کو خیال
آپ تو داڑھی منڈا کر بچ گئے ہیں بال بال

درِ عدن

تجھ کو اللہ نے نوازا ہے
تجھ کو بخشا ہے اُس نے قرب و جوار

تجھ پہ اس نے کیا ہے فضل و کرم
تجھ پہ کی ہے نگاہِ لطف و پیار

بخارِ دل

تم سا کسی میں حُسنِ گلو سوز ہے کہاں
عالم کی ساری گرمیٔ بازار ہو تمہی

تم سے نہ گر کہوں تو کہوں کس سے جا کے اور
اچھا ہوں یا بُرا میری سرکار ہو تمہی

توجہ ہو تضرّع ہو تذلّل ہو تبتّل ہو
نمازِ عشق ان ارکان سے ہوتی مکمل ہے

ٹ

درِ ثمین

ٹوٹے کاموں کو بنادے جب نگاہِ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار

کلامِ محمود

ٹوٹ جائیں کس طرح سے
عہد کے مضبوط رشتے

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیّت خدا کرے

ٹیڑھے رستہ پہ چلے جاتے ہیں تیرے بندے
پھیر لائیں انہیں اور راہ کو سیدھا کریں

ٹوٹی ہوئی کمر کا اللہ ہی ہے سہارا
اللہ ہی ہمارا اللہ ہی ہو تمہارا

کلامِ طاہر

ٹھہریں تو ذرا دیکھیں خفا ہی تو نہ ہو جائیں
جانا ہے تو کچھ درس تو دیں صبر و رضا کے

ث

درثمین

ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے

کلامِ محمود

ثمار عشق ہیں کیسے کبھی تو چکھ کر دیکھ
یہ بیج باغ میں اپنے کبھی لگا تو سہی

ثریا سے یہ پھر ایمان لائیں
یہ پھر واپس تیرا قرآن لائیں

بخارِ دل

ثابت نہیں اگر یہ تیرا اختیار و ترک
دعوے کو بندگی کے اُٹھا اپنے مُنہ پہ مار

ثنا کیا ہو سکے اس پیشوا کی
کہ پیرو جس کا محبوبِ خدا ہو

ج

دُرثمین

جمال و حسنِ قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جب کھل گئی، سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جاں بھی ہے ان پہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی
پس ایسے بدگنوں کا مجھ کو گِلا یہی ہے

جب ہو گئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دِل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

جیفۂ دنیا پہ یکسر گر گئے دُنیا کے لوگ
زندگی کیا خاک ان کی جو کہ ہیں مُردار خوار

کلامِ محمود

جلوۂ یار ہے کچھ کھیل نہیں ہے لوگو
احمدیت کا بھلا نقش مٹا دیکھو تو

جلوہ دکھلا مجھے او چہرہ چھپانے والے
رحم کر مجھ پہ او مُنہ پھیر کے جانے والے

جب نظر میری پڑی ماضی پہ دل خون ہوا
جان بھی تن سے مری نکلی پسینہ ہو کر
جن پہ ہر ایک حقیقتِ مخفی تھی منکشف
وہ واقفانِ راز وہ فرزا نے کیا ہوئے
جن باتوں کو سمجھے تھے بنیاد ترقی کی
جب غور سے دیکھا تو مٹتے ہوئے سائے تھے
جن پر پڑیں فرشتوں کی رشک سے نگاہیں
اے میرے محسن ایسے انسان مجھ کو دے دے

کلام طاہر

جہاں اہلِ جفا، اہلِ وفا پہ وار کرتے ہیں
سرِ دار اُن کو ہر منصور کو لٹکانا آتا ہے
جہاں شیطان مومن پر رَمی کرتے ہیں وہ راہیں
جہاں پتھر سے مردِ حق کو سر ٹکرانا آتا ہے
جا کہ اب قرب سے تیرے مجھے دُکھ ہوتا ہے
اب شبِ غم کے سویرے مجھے دُکھ ہوتا ہے
جسم اُس کا ہے سب انداز مگر غیر کے ہیں
آنکھ اُس کی ہے پر اطوارِ نظر غیر کے ہیں
جن پہ گزری ہے وہی جانتے ہیں۔ غیروں کو
کیسے بتلائیں کہ تھی کتنی حسین آج کی رات

درعدن

جاری سب کاروبار جہاں پر دل میں خیال یار نہاں
دن کاموں میں کٹ جاتا ہے راتوں کو اُٹھ کر روتے ہیں
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خون جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی

بخار دل

جب تلک باطن نہ تیرا پاک ہو
کام کیا آئیں گی ظاہر داریاں
جیتے جی جتنا کوئی چاہے بنے
بعد مُردن ختم ہیں عیاریاں
جاہ اور اولاد عزت جان و مال
توڑ دے اُن سے تعلق داریاں

چ

دُرثمین

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیوں کہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا
چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے

چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن　　ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی　　سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار　　ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
چل رہی ہے نسیم رحمت کی　　جو دعا کیجئے قبول ہے آج
چھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری اُلفت کے اسیر　　جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار

کلامِ محمود

چاروں اطراف میں مجنوں ہی نظر آتے ہیں　　نہ ہوا ہو وہ کہیں جلوہ نما دیکھو تو
چادرِ فضل و عنایت میں چھپالے پیارے　　غرق ہوں بحرِ معاصی میں بچالے پیارے
چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا　　زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
چھوڑ دو غیبت کی عادت بھی کہ یہ اک زہر ہے　　روحِ انسانی کو ڈس جاتی ہے یہ مانندِ مار
چھوڑتے ہیں غیر سے مل کر تجھے　　یا الٰہی اس میں کیا اسرار ہے
چلتے کاموں میں مدد دینے کو سب حاضر ہیں　　جب بگڑ جائیں فقط ایک خدا کرتا ہے
چشمۂ انوارِ سحر دل ہیں جاری کیجئے　　پھر دکھا دیجیے مجھے عنوان روئے آفتاب

کلامِ طاہر

چھین لے ان سے زمانے کی عناں مالکِ وقت　　بنے پھرتے ہیں کم اوقات زمانے والے
چشمِ گردوں نے کبھی پھر نہیں دیکھے وہ لوگ　　آئے پہلے بھی تو تھے آکے نہ جانے والے
چشمِ حزیں میں آ تو بسے ہو میرے حبیب　　کیوں پھر بھی میری دید کا مسکن اُداس ہے
چاند تھا میری نگاہوں کا مگر دیکھو تو　　بام و در جن کے اُجالے ہیں وہ گھر غیر کے ہیں
چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نام احمد　　مغرب میں جگمگایا ماہِ تمامِ احمد

دُرِعدن

چن لیا اک عاشقِ خیر الرسل شیدائے دیں　　جس کی رگ رگ میں بھرا تھا عشق اپنے یار کا
چیر کر سینے پہاڑوں کے قدم اس کے بڑھے　　سینہ کوبی پر ہوئے مجبور اعدائے لعیں

بخارِ دل

چاہتا ہے قرب گر قربان ہو — تا کہ تو حیوان سے انسان ہو
چل رہی ہیں زندگی پر آریاں — ہو رہی ہیں موت کی تیاریاں
چھوڑنا چاہتے ہیں کمبل کو — پر نہیں چھوڑتا یہ کمبل ہے

ح

درثمین

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر — کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
حمد و ثنا اُسی کو جو ذاتِ جاودانی — ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوفِ خدا — کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں — اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے
حشر جس کو کہتے ہیں اک دم میں برپا ہو گیا — ہر طرف میں مرگ کی آواز تھی اور اضطرار
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
حسرتوں سے مرا دل پُر ہے کہ کیوں منکر ہو تم — یہ گھٹا اب جھوم جھوم آتی ہے دل پہ بار بار
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب — خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

کلامِ محمود

حق پہ ہم ہیں یا کہ یہ حساد ہیں جھگڑا ہے کیا — فیصلہ اس بات کا روز جزا ہو جائے گا
حق کے پیاسوں کے لئے آبِ بقا ہو جاؤ — خشک کھیتوں کے لئے کالی گھٹا ہو جاؤ
حقیقت کھول دی ان پر ہماری — مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
حُسن اس کا نہیں کھلتا تمہیں یہ یاد رہے — دوشِ مسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو
حُسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے — دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو
حلال کھا کہ ہے رزقِ حلال میں برکت — زکوٰۃ دے کہ بڑھے تیرے مال میں برکت

کلام طاهر

حیا سے عاری، سیہ بخت نیش زن، مردود
یہ واہ واہ کسی کربلا سے اٹھی ہے
حسن کی چاندنی سے تابندہ
پھول چہرہ کھلا کھلا سا تھا
حضرت سید ولد آدم، صلی اللہ علیہ وسلم
سب نبیوں میں افضل واکرم صلی اللہ علیہ وسلم
حال دل خراب تو کوئی نہ پا سکا
چین جبیں سے اہل جہاں بدگماں ہوئے

دہ عدن

حکم فرمایا قلم تھامے ہوئے میداں میں آ
صفحۂ قرطاس سے ردّ کر عدو کے وار کا
حسرتیں نظروں میں لے کر صورتیں سب کی سوال
اب کہاں تسکین ڈھونڈیں بے سہارے دل حزیں
حسن رقم پہ ناز ہے مضموں نگار کو
پھر کاتبوں کو حسن کتابت پہ ناز ہے

بخار دل

حشر میں پرسش ہے بس اعمال کی
کام آئیں گی نہ رشتہ داریاں
حرف آنے نہ دیا صدق و وفا پر اپنے
جور اعداء کا سہا خرم و خنداں ہو کر
حق بھی مٹتا ہے تعدّی سے کہیں اے ظالم
خود ہی مٹ جائے گا تو دست و گریباں ہو کر

خ

در ثمین

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے
خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نثار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
خدا کے لئے ہو گیا دردمند
تنعم کی راہیں نہ آئیں پسند
خدا پر خدا سے یقیں آتا ہے
وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے

خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں — وہ لعنت سے لوگوں کی کب ڈرتے ہیں
خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا — وہی ہے خدا کا کلام صفا
خود میرے کام کرنا یا رب نہ آزمانا — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کلامِ محمود

خیر اندیشیٔ احباب رہے مدّنظر — عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو
خود پلائی مجھے اُس نے مئے عرفانِ خاص — معترض نازاں ہوں میں اِس پر کہ مےخواروں میں ہوں
خوف اگر ہے تو یہ ہے تجھ کو نہ پاؤں ناراض — جان جانے کا تو اے جانِ جہاں ڈر ہی نہیں
خواہش وصل کروں بھی تو کروں کیوں کر میں — کیا کہوں ان سے کہ مجھ میں کوئی جوہر ہی نہیں

کلامِ طاہر

خیرات ہو مجھ کو بھی۔ اِک جلوہ عام اُس کا — پھر یُوں ہو کہ ہو دِل پر۔ اِلہام کلام اُس کا
ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دَورِ نبّوت کے افسانے
بند ہوئے عِرفان کے چشمے، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
خاک آلُودہ، پراگندہ زبُوں حالوں کو — کھینچ کر قدموں سے زانُو پہ بٹھانے والے
خموشیوں میں کھنکنے لگی کَنَک دِل کی — اِک ایسی ہُوک دِلِ بےنَوا سے اُٹھی ہے
خیرات کر اب اِن کی رہائی مرے آقا — کشکول میں بھر دے جو میرے دِل میں بھرا ہے

دُرِّ عدن

خوش نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو — دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو
خدا نے بخشی ہے الدّار کی نگہبانی — اُسی کے حفظ اُس کی اماں میں رہتے ہو
خالق الخلق ربی الاعلیٰ — حیٌّ و قیوم محیِ الموتیٰ

بخارِ دل

خاتمہ بالخیر کر دے اے خدا — راستہ سیدھا تو حاصل ہو گیا
خدمتِ اسلام میں خود کو لگا — چھوڑ دے للہ اب بیکاریاں
خادم دین متیں ضائع نہ ہو — ایسی خدمت سے ملیں سرداریاں

د

دُرِّ ثمین

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
دیکھ لو وہ ساری باتیں کیسی پوری ہوگئیں
جن کا ہونا تھا بعید از عقل و فہم و افکار
دل جو خالی ہو گدازِ عشق سے وہ دل ہے کیا
دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبرِ یکتا قرار
دیں کو دے کر ہاتھ سے دنیا بھی آخر جاتی ہے
کوئی آسودہ نہیں بن عاشق و شیدائے یار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پنہ فوجِ ملائک کو اتار
دوسرے منگل کے دن آیا تھا ایسا زلزلہ
جس سے اک محشر کا عالم تھا بصد شور و پکار
دیکھتے ہرگز نہیں قدرت کو اس ستار کی
گو سناویں ان کو وہ اپنی بجاتے ہیں ستار
دھو دیئے دل سے وہ سارے محبتِ دیں کے رنگ
پھول بن کر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خوار
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي
دکھاؤ فدا آج اس کا اثر
اگر صدق ہے جلد دوڑو ادھر
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

کلامِ محمود

دل پھٹا جاتا ہے مثلِ ماہیٔ بے آب کیوں
ہو رہا ہوں کس کے پیچھے اس قدر بیتاب کیوں
دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
تم میں اسلام کا ہو مغز فقط نام نہ ہو
دل چاہتا ہے طور کا وہ لالہ زار ہو
اور آسماں پہ جلوہ کناں میرا یار ہو
درد اُلفت میں مزا آتا ہے ایسا ہم کو
کہ شفایابی کی خواہش نہیں اصلا ہم کو

کلامِ طاہر

دن رات درود اُس پہ ہر اَدنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بَصَد مِنّت جپتے ہوئے نام اُس کا
دِل اُس کی محبّت میں ہر لحظہ تھا رام اِس کا
اِخلاص میں کامِل تھا وہ عاشقِ تام اُس کا
دیکھ اِس درجہ غمِ ہجر میں روتے روتے
مَر نہ جائیں ترے دیوانے کہیں آج کی رات
دیں مجھ کو اِجازت کہ کبھی مَیں بھی تو رُوٹھوں
لُطف آپ بھی لیں رُوٹھے غلاموں کو منا کے
دِن آج کب ڈھلے گا۔ کب ہوگا ظہورِ شب
ہم کب کریں گے چاک گریباں حضورِ شب

دُرِّ عدن

درد میں ڈوبی ہوئی تقریر سن کر جسے
لوگ روتے تھے ملائک کہہ رہے تھے آفریں

دشمنوں کے وار چھاتی پر لئے مردانہ وار
پشت پر ڈستے رہے ہر وقت مارِ آستیں

بخارِ دل

دعا مانگو دعا مانگو ہمیشہ یہ دعا مانگو
کہ دُنیا میں نہ ہو ذلت کہ عقبیٰ میں نہ ہو خواری

دوائے دل شفائے دل جلائے دل صفائے دل
وفائے دل سخائے دل ہدائے دل ضیائے دل

دل نمازی کا گرفتارِ گنہ کیونکہ ہو جب
اس میں ہر دم یادِ مولا کی رچاتی ہے نماز

ڈ

درِّ ثمین

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگئے اِس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

ڈگلس پہ سارا حال بریّت کا کھل گیا
عزّت کے ساتھ تب میں وہاں سے بری ہوا

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دارالجزا ہے!

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل وسینہ پاک ہو
نفسِ دَنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

کلامِ محمود

ڈرتا ہوں وہ مجھے نہ کہے بازبانِ حال
جاؤں کبھی دعا کو جو اس کے مزار پر

ڈھونڈتی ہیں مگر آنکھیں نہیں پاتیں ان کو
ہیں کہاں وہ مجھے روتے کو ہنسانے والے

ڈوبا ہوں بحرِ عشقِ الٰہی میں شادؔ* میں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے

ڈھونڈتی ہے جلوۂ جاناں کو آنکھ
چاند سا چہرہ ہمیں دکھلائے کون

ڈھونڈتا پھرتا ہے کونہ کونہ میں گھر گھر میں کیوں
اِس طرف آئیں پتہ دوں تجھ کو تیرے یار کا

---

* شروع میں آپ شادؔ تخلص کرتے تھے

ڈلہوزی و شملہ کی تو ہے یاد ہوئی محو
ہے خواہشِ کشمیر جو مٹتے نہیں مٹتی
ڈھانپتے رہتے ہیں ہر دم دوسروں کے عیب کو
ہیں چھپاتے رہتے وہ دنیا جہاں کے عیب کو
ڈوئی قصوری دہلوی لیکھو و سومراج
ساروں کو ایک وار میں اُس نے گرا دیا
ڈالتا جا نظر مہر بھی اُس غمگین پر
نظر قہر سے مٹی میں ملانے والے
ڈھونڈتے ہیں تجھی کو کیوں سارے جہاں کے ابتلا
پیستی ہے تجھی کو ہاں گردش آسمان کیوں
ڈھونڈتی پھرتی تھی شمع نور کو محفل کبھی
اب تو ہے خود شمع کو دنیا میں محفل کی تلاش
ڈر کا اثر ہوا ان پہ نہ لالچ کا ہو اثر
ہوش آئیں جن کو ایسے یہ مخمور ہی نہیں

کلام طاہر

ڈاکٹرز نے تو تھا یہ ڈرایا منصورہ اور منیب کا بچہ
ہوا بھی تو معذور ہی ہوگا۔ پر یہ بول نہ نکلا سچا
ڈوب جاتا اسی خونابہ میں افسانۂ عشق
آنکھ کھلتی تو بس اِک خواب سا دیکھا ہوتا

ذ

دُرِثمین

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے
ذرا سوچو سکھو یہ کیا چیز ہے
یہ اُس مرد کے تن کا تعویز ہے
ذرا دیکھو انگد کی تحریر کو
کہ لکھتا ہے اُس ساری تقریر کو
ذرا جنم ساکھی کو پڑھ اے جواں
کہ انگد نے لکھا ہے اُس میں عیاں
ذرا سوچو یارو گر انصاف ہے
یہ سب کشمکش اس گھڑی صاف ہے

کلامِ محمود

ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو
تمہارے سر پہ سورج آ گیا ہے
ذرہ ذرہ میں نشاں ملتا ہے اُس دلدار کا
اس سے بڑھ کر کیا ذریعہ چاہیئے اظہار کا
ذرہ ذرہ ہے جہاں کا تابع فرمان حق
تم ترقی چاہتے ہو تو بنو اُس کے اسیر

ذلیل و خوار و رسوا ہو جہاں میں جو حاسد ہو عدو ہو بدگماں ہو

ذلت و نکبت و خواری ہوئی مُسلم کے نصیب
دیکھیے اور ابھی رہتا ہے کیا کیا ہو کر

ذرا دل تھام لو اپنا کہ اِک دیوانہ آتا ہے
شرارِ حُسن کا جلتا ہوا پروانہ آتا ہے

کلامِ طاہر
ذِکر سے بھر گئی ربوہ کی زمیں آج کی رات اُتر آیا ہے خُدا وندہیں آج کی رات

درِ عدن
ذرا آگے بڑھے اور ہم نے دیکھا وہ خود ملنے کو بڑھتا آرہا ہے
ذاتِ باری کی رضا ہر دم رہی پیشِ نظر خلق کی پروانہ کی خدمت سے منہ موڑا نہیں

بخارِ دل
ذکر کی جس کو مل گئی لذت ضوءِ عرفان آ گئی گویا
ذرّہ ذرّہ خلق کا تجھ پہ فنا لیک انساں سب سے بڑھ کر ہے خدا

ذکر و شکر اللہ کا ہے مومن کا ہے معراج یہ
پنج وقتہ وصل کے ساغر پلاتی ہے نماز

ر

دُرِّ ثمین
ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن صبح کر دے گی انھیں مثلِ درختانِ چنار
رُکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے
رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار
روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگ بار

کلامِ محمود

رہ گیا سایہ سے محروم ہوا بے برکت ۔۔۔ سرد نے کیا لیا احباب سے اُونچا ہوکر
رہ چکے پاؤں نہیں جسم میں باقی طاقت ۔۔۔ رحم کر گود میں اب مجھ کو اٹھا لے پیارے
رعبِ حسنِ شہِ خوباں کو ذرا دیکھو تو ۔۔۔ ہاتھ باندھے ہیں کھڑے شاہ وگدا دیکھو تو
راز داں اُس کی شکایت ہو اُسی کے آگے ۔۔۔ اس کی تصویر کو آنکھوں سے ہٹا لوں تو کہوں
راہِ مولا میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں ۔۔۔ موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ
رنگ بھی روپ بھی ہو حُسن بھی ہو لیکن پھر ۔۔۔ فائدہ کیا ہے اگر سیرتِ انسان نہ ہو
راتوں کو آکے دیتا ہے مجھ کو تسلیاں ۔۔۔ مردہ خدا کو کیا کروں میرا خدا یہ ہے
رونق مکاں کی ہوتی ہے اُس کے مکین سے ۔۔۔ اِس دلبریا کو دِل میں بسانا ہی چاہیئے

کلامِ طاہر

رات بھر چھیڑے گی احساس کے دُکھتے ہوئے تار ۔۔۔ ایک اک تار سے اُٹھے گی نوائے غم و حزن
رات سجدوں میں اپنے رب کے حضور ۔۔۔ اُن کے غم میں بھی آپ روتے ہیں
راہ گیروں کے بسیروں میں ٹھکانا کر کے ۔۔۔ بے ٹھکانوں کو بنا ڈالا ٹھکانے والے
روتے روتے سینے پر سر رکھ کر سو گئی اُن کی یاد ۔۔۔ کون پیا تھا ، کون پرایا ، بھید نہ پایا ساری رات
رات خدا سے پیار کی پینگیں بڑھیں بُتوں سے پیار نے ۔۔۔ کچھ لوگ گنوا بیٹھے دِن کو جو پیار کیا ساری رات

درِ عدن

رکھ پیشِ نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی ۔۔۔ گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دُنیا میں تو آتی تھی
راحت ہی میں نے تم سے بہر طور پائی ہے ۔۔۔ تم کو بھی دو جہان میں راحت نصیب ہو
روح جس کے لئے تڑپتی تھی ۔۔۔ اس کا جلوہ دکھادیا تو نے
راہِ حق میں جب قدم آگے بڑھاے ایک بار ۔۔۔ سر بھی کٹ جائے نہ پھر پیچھے ہٹائے قادیاں

بخارِ دل

راہِ وصالِ یار نہیں پُل صراط ہے ۔۔۔ ہر اک قدم یہاں پہ خدا را سنبھال کے
روح کو گر نصیب تقویٰ ہو ۔۔۔ زیرِ فرمان آگئی گویا
رات ساری کٹی دعا کرتے ۔۔۔ ان سے یہ عرض و التجا کرتے

ز

دُرِّ ثمین

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اس کے عزیز و حبیب ہیں

زندگی بخش جام احمدؑ ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمدؑ ہے

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

کلامِ محمود

زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دم میں ہوگی دور
ہُوا جو جلوہ نما لا الٰہَ اِلَّا اللّٰہ

زر خالص سے بڑھ کر صاف ہونا چاہیئے دل کو
ذرا بھی کھوٹ ہو جس میں مسلماں ہو نہیں سکتا

زلزلوں سے ہماری ہستی کی :
ہل گئی سر سے پا تلک بنیاد

زباں نے اس کو پڑھ کر پائی برکت
ہوئیں آنکھیں بھی اسی سے نور آگیں

زباں مرہم بنے پیاروں کے حق میں
مگر اعداء کو کاٹے مثلِ شمشیر

زندگی اُس کی ہے دن اُسکے ہیں راتیں اُس کی
وہ جو محبوب کی صحبت میں رہا کرتا ہے

زمانہ کو حاصل ہو نور نبوت
جو سیکھے قوانین و دستور ہم سے

کلامِ طاہر

زیرِ دبم میں دِلوں کی دھڑکن کے
مَوجزن ہو خدا کا نام ۔ چلو

زندہ بادِ غلامِ احمد ، پڑ گیا جس کا دُشمن جھوٹا
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

زندگی اِس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام چلو

خدمت

زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کر دوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں
زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
چشمۂ سلسبیل ہے احمدؐ
زخمِ جگر کو مرہم وصلت ملے گا کب
ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے کب آئیں گے

بخارِ دل

زکوٰۃ مال سے گر تزکیہ حاصل نہ ہو دل کا
تو گویا دے کے سونے کو لیا بدلے میں پیتل ہے
زندۂ عشق ہوئے داخلِ زنداں ہو کر
قربِ دلدار ملا یار پہ قرباں ہو کر
زمزمہ اپنا ہے تبلیغِ حق
باعثِ رشک عنادل ہو گیا

س

دُرِّ ثمین

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
سر زمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار
سنو ذاتِ الٰہی ہے عجب ذاتِ رحیمانہ
یہ قرآنِ کریم اس کا ہے انعام کریمانہ
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
سب پر یہ اِک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے کہ مودّت نہیں رہی

کلامِ محمود

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو
ساتھ ہی چھوڑ دیا سب نے شبِ ظلمت میں
ایک آنسو ہیں تگی دل کی بجھانے والے
سر ہے پر فکر نہیں دل ہے پُر امید نہیں
اب ہیں بس شہر کے باقی یہی ویرانے دو

سرنگوں ہو جائیں گے دشمن تمہارے سامنے
ملتجی ہوں گے برائے عفو وہ با حالِ زار

سچ ہے کہ فرقِ دوزخ وجنت میں ہے خفیف
پائی نجات دام سے اِک دانہ چھوڑ کر

ساتھی بڑھیں گے تب کہ بڑھاؤ گے دوستی
دل غیر کا بھی تم کو لبھانا ہی چاہیئے

کلام طاہر

سازندہ تھا یہ، اِس کے۔ سب ساجھی تھے میت اُس کے
دُھن اِس کی تھی گیت اُس کے۔ لب اِس کے پیام اُس کا

سب جو تیرا ہے لاکھ ہو میرا
تُو جو میرا بنے تو بات بنے

سادہ باتوں کا بھی مِلا نہ جواب
سب سوالات مُظلِمات بنے

سَرمَدی پریم کی آشاؤں کو دِھیرے دِھیرے
مَدھ بھرے سُر میں مَدُھر گیت سنانے والے

سُن رہا ہوں قَدَمِ مالکِ تقدیر کی چاپ
آ رہے ہیں مِری بِگڑی کے بنانے والے

دُرِّ عدن

سب سے افضل تھے مگر اصحابِ ختم المرسلینؐ
خلق میں کامل نمونہ عشق کے کردار کا

سامانِ معیشت بھی کرنا پھر جیتے جی اس پر مَرنا
حق نفس کا بھی کرتے ہیں ادا بیج الفت کے بھی بوتے ہیں

بخارِ دل

سالکِ راہِ محبت سے یہ ممکن ہی نہیں
جان دینے سے ڈرے عاشقِ جاناں ہو کر

سنگ ساری نے کیا حُسن دو بالا تیرا
خوب تر ہو گئی یہ زلف پریشاں ہو کر

سرخ رُو دونوں جہانوں میں ہوئے تم واللہ
داخلِ میکدۂ بزمِ شہیداں ہو کر

ش

دُرِّثمین

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

شکرِ للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کی ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائشِ ربِ غفور ہو

شرطِ تقویٰ تھی کہ وہ کرتے نظر اس وقت پر
شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر کچھ دن اور قرار

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر ز نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

شریف احمد کو بھی یہ پھل کھلایا
کہ اس کو تو نے خود فرقاں سکھایا

کلامِ محمود

شکوہ کا کیا سوال ہے اُن کا عتاب بھی ہے مہر
منہ سے میں داد خواہ تھا دل میں میں شرمسار تھا

شاگرد نے جو پایا اُستاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جُدا سمجھے

شیطاں ہے ایک عرصہ سے دُنیا پہ حکمراں
اٹھو اور اُٹھ کے خاک میں اس کو نہاں کرو

شیطاں سے جنگ کرنے میں جاں تک لڑاؤں گا
یہ عہد ذاتِ باری سے اب کر چکا ہوں میں

شان و شوکت کو تری دیکھ کے حسّاد و شریر
خونِ دل پیتے ہیں اور کھاتے ہیں وہ غصہ و غم

کلامِ طاہر

شہرِ جنت کے ملا کرتے تھے طعنے جس کو
بن گیا واقعتہً خُلدِ بریں آج کی رات

شیریں بول۔ الفاس مُطَہَّر۔ نیک خصائل و پاک شمائل
حاملِ فرقاں۔ عالم و عامل۔ علم و عمل دونوں میں کامل

شامِ غم، دل پہ شفق رنگ، دُکھی زخموں کے
تُم نے جو پھول کھلائے مجھے پیارے ہیں وہی

درعدن

شان تیری گماں سے بڑھ کر
حُسن و احسان میں نظیرِ عدیم

بخارِ دل

شکر تیری نعمتوں کا کیوں کر ہو
ہو گئی اس بوجھ سے کمر دوہری

شرکِ اسباب ترک کر اے یار
سب سے مخفی یہی نجاست ہے

شکل کو دیکھ کر نہ ہنسنا تم
وہ تو اللہ میاں کی صنعت ہے

ص

درثمین

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

صد ہزاراں آفتیں نازل ہوئیں اسلام پر
ہو گئے شیطاں کے چیلے گردنِ دیں پر سوار

صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مُبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

کلامِ محمود

صحبتِ عیش و طرب اس کو نہیں ہوتی نصیب
درد و غم رنج والم یاس و قلق سے ہے دوچار

صفحۂ دل سے مٹایا کیوں مجھے احباب نے
کیوں مرے دشمن ہوئے کیوں مجھ سے ہے کین ونقار

صبر کر اے ناقۂ راہِ ہدیٰ ہمت نہ ہار
دور کر دے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں

صبح کو خوف کہ ہو آج کا کیسا انجام
رات دن کاٹتے اس طرح سے تھے وہ ناکام

کلامِ طاہر

صُبحِ صادق پر صدیقوں کا ایماں نہیں ڈولا
اندھی رات کے گھُپ اندھیروں نے بہکایا ساری رات

صَبر کا درس ہو چکا۔ اب ذرا حالِ دل سُنا
کہتے ہیں تجھ کو ناصحا۔ چین نہ ایک پل پڑے

صحنِ گلشن میں وُہی پھول کھلا کرتے ہیں
چاند راتیں ہیں وہی، چاند ستارے ہیں وہی
صدیوں کے مُردوں کا محیٔ صَلِّ عَلَیْہِ کَیْفَ یُحْیِیْ
موت کے چُنگل سے انسان کو دلوانے آزادی آیا
صبر کی کرتا ہے تلقین وہ اوروں کو مگر
کاش اُس کو بھی تو اِس غم سے قرار آجائے

دُرِّ عدن

صد کوہِ مصائب کی بھی پروا نہیں کرتا
وہ سر کہ اٹھا جس نے لیا بارِ محبت

بخارِ دل

صفائے ظاہر و باطن حکومت و حکمت
اگر ہو قال میں عظمت تو حال میں برکت
صدق اور اخلاص اور ہر دم دعا
ہے نشانِ مومنانِ قادیاں

ض

کلامِ محمود

ضیاءِ مہر ہے ادنیٰ سی اِک جھلک اُس کی
نہ جس کو دیکھ سکا ہیں وہ آفتاب نہ تھا

کلامِ طاہر

ضرور مہدیٔ دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نورِ فراست نکھار کر دیکھو

دُرِّ عدن

ضبط کی شان کچھ اِس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے

بخارِ دل

ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی

ط

درِ ثمین

طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس مرے محبوب کے چہرے کے دکھلانے کے دن

طلب گار ہو جائیں اُس کے تباہ!
وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ

طلب میں چلا بے خود و بے حواس!
خدا کی عنایات کی کر کے آس

طرفہ کیفیت ہے ان لوگوں کی جو منکر ہوئے
یوں تو ہر دم مشغلہ ہے گالیاں لیل و نہار

کلامِ محمود

طوفان کے بعد اُٹھتے چلے آتے ہیں طوفاں
لگنے نہیں آتی ہے میری کشتی کنارے

طالبِ دُنیا نہیں ہوں طالبِ دیدار ہوں
تب جگر ٹھنڈا ہو جب دیکھوں رُخِ تابانِ یار

طالبانِ رُخِ جاناں کو دکھاؤ دلبر
عاشقوں کے لئے تم قبلہ نما ہو جاؤ

طعنے دیتا ہے مجھے بات تو تب ہے واعظ
اُس کو تو دیکھ کے انگشت بدنداں نہ ہو

پہ جلوہ کناں ہے ذرا دیکھو تو
حسن کا باب کھلا ہے ذرا دیکھو تو

طوطے اُڑ جائیں گے ہاتھوں کے تمہارے غافلو
اُس خدائے مقتدر کے چہرہ دکھلانے کے دن

طریقِ عشق میں اے دل سیادت کیا غلامی کیا
محبت خادم و آقا کو اِک حلقہ میں لاتی ہے

کلامِ طاہر

طُوفانِ مَفاسِد میں غرق ہو گئے بحر و بَر
ایرانی و فارانی ۔ رُومی و بُخارائی

درِ عدن

طریقِ شرع نہیں اُسوۂ رسول نہیں
مقامِ شرم ہیں یہ "غول" اتقیا کے لئے

طاقت و قوت کے مالک اُن کا مُنہ کرتے ہیں بند
دین کی گدی کے وارث پھینکتے ہیں اُن پہ گند

بخارِ دل

طالب کشف سے کہہ دو کہ بنے طالبِ یار
وصلِ دلدار کہاں کشف و اشارات کہاں

طائرِ وہم بھی تھکتا ہے یہ وہ دوری ہے
ہم کہاں، یار کہاں رسمِ ملاقات کہاں

ظ

دُرِّثمین

ظہورِ عون و نصرت دَم بہ دم ہے
حَسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں ان کا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

کلامِ محمود

ظاہر میں سب ابرار ہیں باطن میں سب اشرار ہیں
مصلح ہیں پر بدکار ہیں ہیں ڈاکٹر پر زار ہیں

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا
میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

ظاہری دُکھ ہو تو لاکھوں ہیں فدائی موجود
دل کے کانٹوں کو مگر کون نکالے پیارے

ظلمت و تاریکی و ضد و تعصب مٹ چکے
آ گئے ہیں اب خدا کے چہرہ دکھلانے کے دن

ظلم کرتے ہیں جو کہتے ہیں شفق پھولی ہے
تم نے عاشق کا ہے یہ خونِ تمنا دیکھا

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے

ظلمتوں نے گھیر رکھا ہے مجھے پر غم نہیں
دور اُفق میں جگمگاتا چہرۂ مہتاب ہے

ظُلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

ظاہر میں چپ تھے لیکن دِل خون ہو رہا تھا
افسردہ ہو رہا تھا محزون ہو رہا تھا

ظلم و ستم و جور بڑھے جاتے ہیں حد سے
اِن لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے

ظلمتیں آپ کو سجتی نہیں میرے پیارے!!
پردے سب چاک کریں چہرہ کو ننگا کر دیں

کلامِ طاہر

ظاہر ہوا وہ جَلوہ جب اُس سے نِگہ پلٹی
خود حُسنِ نظر اپنا سو چَند نِکھار آئی

ظالِم بَدبَخت کا نام نہ لے لب مَظلُوموں کی باتیں کر
حاکِم کا ذِکر نہ چھیڑ۔ آزردہ محکُوموں کی باتیں کر

ظالِم مَت بھُولیں بالآخر مظلوم کی باری آئے گی
مکّاروں پر مکر کی ہر بازی اُلٹائی جائے گی

ظالِم ہوں گے رُسوائے جہاں مَظلُوم بنیں گے آنِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

دُرِّ عدن

ظاہر میں اُسے غیر کو میں سونپ رہا ہوں — کرتا ہوں حقیقت میں مگر تیرے حوالے

بُخارِ دل

ظاہری حرفوں میں ہے گو اشتراک — فرق ہے معنوں میں پر بے انتہا
ظلم و ستم سے دہر کے پامال ہوگئی — اپنی ہی زندگی اُسے جنجال ہوگئی

ع

دُرِّ ثمین

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ — مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
عیاں کر اُن کی پیشانی پہ اقبال! — نہ آوے اُن کے گھر تک رُعبِ دجّال
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں — نہاں ہم ہوگئے یارِ نہاں میں!
عزت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں — تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور بادِ بہار
عقل پر پردے پڑے سو سو نشاں کو دیکھ کر — نور سے ہو کر الگ چاہا کہ ہوویں اہلِ نار!
عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت — کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار
عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُرخطر — عشق ہے جو سر جھکا دے زیرِ تیغِ آبدار
عمر دے رزق دے اور عافیت و صحت بھی — سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو — کیوں بھروسہ کیا ہے دیدوں کا
عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو — اِس جہاں کو بقا نہیں پیارو

کلامِ محمود

عقیدہ ثنویت ہو یا کہ ہو تثلیث — ہے کذب بحث و خطا لاالٰہ الا اللہ
عطا کر ان کو اپنے فضل سے صحت بھی اے مولا — ہمیشہ ان پہ برسا ابر اپنے فضل و رحمت کا
عیسٰی تو تھا خلیفۂ موسیٰ او جاہلو — تم سے بتاؤ کام ہے کیا اس جوان کا

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ
عاشقوں کا شوقِ قربانی تو دیکھ
خون کی اِس رہ میں ارزانی تو دیکھ
عمر گزرے گی میری کیا یونہی اُن کی یاد میں
کیا نہ رکھیں گے قدم وہ اِس دلِ ناشاد میں

کلام طاہر

عالمِ رنگ و بُو کے گل بوٹے!
خواب ٹھہرے، توہمات بنے
عالمِ حیرتی کے مندر میں
کبھی بُت مظہرِ صفات بنے
عالمِ بے ثبات میں شب و روز
آج کی جیت کل کی مات بنے
عارف کو عرفان سکھانے عشقیوں کو راہ دکھانے
جس کے گیت زبور نے گائے وہ سرِ وادی آیا
عجب بستی ہے یادِ یار مَے بن کر برستی ہے
سرائے دل میں ہر محبوبِ دلِ رندانہ آتا ہے

دُرِّ عدن

علم و توفیقِ بلاغ دین ہو ان کو عطا
قادیاں والوں کا ناصر ہو خدائے قادیاں

بخارِ دل

عشق کے کوچے کا ہے پہلا سوال
لائیے ناموس و عزت جان و مال
عشق و تقویٰ کا نہ تھا باقی نشاں
لائے ان کو احمدِ آخر زماں
عنایت کی نظر ہو کچھ کہ اپنی ہے حقیقت کیا
تمہاری خاکِ پا ہم ہیں ہماری کیمیا تم ہو

غ

دُرِّثمین

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجّال ہے — پاک کو ناپاک سمجھے ہو گئے مردار خوار
غریقوں کو کرے ایک دم میں تو پار — جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار
غموں کا ایک دن اور چار شادی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی
غرض جوشِ الفت سے مجذوب وار — یہ نانک نے چولہ بنایا شعار!
غور کر کے اسے پڑھو پیارو — یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے — وہ ہمارا ہو گیا اُس کے ہوئے ہم جانثار
غفلت پہ غافلوں کی روتے رہے ہیں مرسل — پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے
غرض اس نے پہنا وہ فرخ لباس — نہ رکھتا تھا مخلوق سے کچھ ہراس
غرض یہ تھی تا یار خورسند ہو — خطا دور ہو پختہ پیوند ہو!
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت — یہ روز کر مُبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد — بات جب بنتی ہے جب سارا ہو ساماں تیرا
غیر ہو کر غیر پر مرنا کسی کو کیا غرض — کون دیوانہ بنے اس راہ میں لیل و نہار

کلامِ محمود

غیر کیوں آگاہ ہو رازِ محبت سے مرے — دشمنوں کو کیا پتہ ہو میرے تیرے پیار کا
غیر کی نصرت و تائید سے ہو مُستغنی — اور پھر صاحب اجناد و کتائب بھی ہو تم
غیر بھی بیٹھے ہیں اپنے بھی ہیں گھیرا ڈالے — مجھ میں اور تجھ میں وہ خلوت ہے کہ جاتی ہی نہیں
غضب ہے کہ یوں شرک دنیا میں پھیلے — مرا سینہ جلتا ہے دل پھنک رہا ہے
غضب ہے شاہ بلائے غلام منہ موڑے — ستم ہے چپ رہے یہ وہ کہے مجیب ہوں میں

کلامِ طاہر

"غیر مُسلِم" کِسے کہتے ہیں۔ اُسے دِکھلائے — ایک اِک ساکنِ ربوہ کی جبیں آج کی رات
غمِ فُرقت میں کبھی اِتنا رُلانے والے — کبھی دِل داری کے جھُولوں میں جھُلانے والے

غنا نے اس کی جو عرفانِ بندگی بخشا
نہیں تھا وہ کسی جُود و عطا سے کم اعجاز
غم دے کے کیے فکرِ مریضِ شبِ غم ہے
یہ کون ہے جو دَرد میں رس گھول رہا ہے

بخارِ دل

غفلتوں اور گناہوں کی عمارت ہر روز
ہم بناتے تھے مگر آپ گرا دیتے تھے!
غریقِ بحرِ محبت تھا پہ ہزار افسوس
ہوا سرابِ جہاں میں خراب و آوارہ
غرض یہ ہیں اجابت کے طریقے
قبولیت کے ہیں سب کارخانے

ف

دُرِثمین

فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت
پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے
ہر دَم زباں کے گندے قہرِ خدا یہی ہے
فانیوں کی جاہ و حشمت پر بلا آوے ہزار
سلطنت تیری ہے جو رہتی ہے دائم برقرار
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
فضل کے ہاتھوں سے اب اِس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

کلامِ محمود

فراقِ جاناں نے دل کو دوزخ بنا دیا ہے جلا جلا کر
یہ آگ بجھتی نہیں ہے مجھ سے میں تھک گیا ہوں بجھا بجھا کر
فدا تجھ پہ مسیحا میری جاں ہے!
کہ تو ہم بے کسوں کا پاسباں ہے
فتح تیرے لئے مقدر ہے ...
تیری تائید میں ہے ربِّ عباد

فضل سے تیرے جماعت تو ہوئی ہے تیار
حزب شیطاں کہیں رخنہ نہ ڈالے پیارے
فرش سے جا کر لیا دم عرش پر
مصطفٰےؐ کی سیر روحانی تو دیکھ
فلسفہ بھی رازِ قدرت بھی رموزِ عشق بھی
کیا نرالا ڈھنگ ہے پیارے تیری گفتار کا

کلام طاہر

فطرت میں نہیں تیری غلامی کے سوا کچھ
نوکر ہیں اَزل سے تیرے چاکر ہیں سدا کے
فاتحہ کے لئے ہم جائیں تو یہ نہ ہو کہیں
ہم سے شکوہ کریں وہ قبریں کہ اب کیوں آئے

درعدن

فانی تمام ناز ہیں باقی ہے اس کا ناز
جس کو بقا پہ ناز ہے وحدت پہ ناز ہے
فرش سے عرش پہ پہنچی ہیں صدائیں میری
میرے اللہ نے سن لی ہیں دعائیں میری
فضا ہے جس کی معطر نفوسِ عیسٰیؑ سے
اُسی مقام فلک آستاں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو

بخارِ دل

فردوس کی غیرت ہے خداوند کو اتنی
دنیا میں ہی پس جائے گا جو نقل کرے گا
فراقِ کوچہ جاناں نے کر دیا افسوس
جلا جلا کے مرے دل کو ایک انگارا
فراقِ یار کے ان دل جلوں کو
وصالِ یار بن کیونکر ہو سکیں

ق

دُرِّثمین

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر
کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصالِ خدا ایسی راہ سے

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں کا یہ اثر ہے کہ دل پُر فساد ہے
ایماں زباں پہ سینہ میں حق سے عناد ہے

قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں مرے پیارے
احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے

کلامِ محمود

قطب کا کام کرو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہ نما بن جاؤ!

قلوب صافیہ ہوتے ہیں مہبطِ انوار
کبھی بھی دیکھی ہے رنج و ملال میں برکت

قیامت ہے کہ وصلِ یار میں بھی رنج فرقت ہے
میں اس کے پاس رہ کر بھی ہمیشہ دور رہتا ہوں

قید و بندِ حرص میں گردن پھنسائی آپ نے
اس حماقت پر ہے دعویٰ فاعل مختار کا

قید کافی ہے فقط اُس حسن عالمگیر کی
تیرے عاشق کو بھلا حاجت ہی کیا زنجیر کی

کلامِ طاہر

قبلہ بھی تُو ہے قبلہ نُما بھی تیرا وُجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

قسمت کو دیکھئے کہ کہاں ٹُوٹی جا کمند
حلوہ قریبِ دہن ہی آیا تھا ، گر گیا

قریہ قریہ فساد ہوئے تب۔ فتنہ گر آزاد ہوئے سب
احمدیوں کو بستی بستی پکڑا، دھکڑا ، مارا لوٹا

قافلے درد کے پا جاتے ہیں منزل کا سراغ
اِک لرزتی ہوئی لَو دیکھ کے ویرانوں میں

قفس کے شیروں سے کرتے ہو روز دو دو ہاتھ
دو آنکھیں بن کے بَبَر سے بھی چار کر دیکھو

درِ عدن

قابلِ رشک ہے اس خاک کے پتلے کا نصیب
جس کی قسمت میں ہو خاکِ درِ جاناں ہونا

قومِ احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

قدمِ مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں حرم
تم اس زمینِ کرامت نشاں میں بستے ہو

بخارِ دل

قطرۂ اشک کے بدلے مئے جامِ الفت
واہ کیا کہنے کہ کیا لیتے تھے کیا دیتے تھے

قوت نہیں یہ روح کے انوار کی
طاقت ہے سب انسان کے اعصاب کی

قدم قدم پہ ترقی ہو رَبِّ زِدْنِی میں
علوم و معرفت بے مثال میں برکت

ک

دُرِّ ثمین

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

کیا کروں کیونکر کروں میں اپنی جاں زیر و زبر
کس طرح میری طرف دیکھیں جو رکھتے ہیں نقار

کیا وہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے
کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی رہ تاریک و تار

کچھ خبر لے تیرے کوچے میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار

کیا کہوں دُنیا کے لوگوں کی کہ کیسے سو گئے
کس قدر ہے حق سے نفرت اور ناحق سے پیار

کلامِ محمود

کریں کیونکر نہ تیرا شکر یا رب — کہ تو نے لے لیا ہے ہم کو اماں میں
کچھ نہیں فکر لگائی ہے خدا سے جب تو — گو سمجھتا ہے برا اپنا پرایا ہم کو
کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو — تو دل سے نکلی صدا لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ
کیا فائدہ اِس در پہ تجھے جلنے کا اے دل — دامن کو جو اشکوں سے بھگونا نہیں آتا
کفر کی طاقتوں کا توڑ ہیں ہم — روحِ اسلام کا نچوڑ ہیں ہم

کلامِ طاہر

کبھی مخلوق ہو گئی ہمہ اُوست — آتش و آب عینِ ذات بنے
کتنے منصور چڑھ گئے سرِ دار — کتنے نعرے تعلّیات بنے
کانٹوں میں ہائے کیوں مری ہستی اُلجھ گئی — وہ مجھ پہ کھِل کھِلا اُٹھا ہے لالہ زار دیکھ
کیسی کیسی شرم تھی، کیا کیا حیا تھی پردہ دار — پیار جب معصوم تھا اور وجہِ رسوائی نہ تھا
"کافِر و مُلحِد و دجّال" بَلا سے ہوں مگر — تیرے عُشاق کوئی ہیں تو ہمیں آج کی رات

دُرِّ عدن

کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ سوچ تری کیا عزت تھی — تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
کیوں نہ ہو پھر جمال میں کامل — جبکہ نورِ جمیل ہے احمدؐ

بخارِ دل

کر لیا کرنا کبھی ہم کو بھی یاد — ہیں پرانے ہم بھی اس در کے غلام
کامیابی ہر جگہ ہو ہم قریں — عافیت سے ہو سفر کا اختتام
کر دیا اللہ کے تم کو سپرد! — ہو وہی حافظ تمہارا والسّلام

گ

دُرِّ ثمین

گلشنِ احمد بنا ہے مسکنِ بادِ صبا
جس کی تحریکوں سے سُنتا ہے بشر گفتارِ یار

گر کرے معجز نمائی ایک دم میں نرم ہو
وہ دلِ سنگیں جو ہووے مثلِ سنگِ کوہسار

گر حیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے
وہ مری ذلت کو چاہیں پا رہا ہوں میں وقار

گر یہی دیں ہے جو ہے اُنکی خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

گوہرِ وحیٔ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار

گر یہی اسلام ہے بس ہو گئی اُمّت ہلاک
کس طرح رہ مل سکے جب دیں ہی ہو تاریک و تار

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

گردنوں پر اُن کی ہے سب عام لوگوں کا گناہ
جن کے وعظوں سے جہاں کے آگیا دل میں غبار

گر گمان صحت کا ہو پھر قابلِ تاویل ہیں
کیا حدیثوں کے لئے فرقاں پہ کر سکتے ہو وار

کلامِ محمود

گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہوں شیروں کے شکار پہ جانے کی
اور بیٹھے خواہیں دیکھتے ہوں وہ ان کا جھوٹا کھانے کی

گر تیری ہمت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مردہ ہیں
گر تیری امنگیں کوتہ ہیں گر تیرے خیال فسردہ ہیں

گاتے ہیں جب فرشتے کوئی نغمۂ جدید
ہاتھوں میں تھام لیتے ہیں فوراً ہی ساز ہم

گو بارہا دیکھا اُنہیں لیکن وہ لذت اور تھی
دل سے کوئی پوچھے ذرا لطفِ نگاہ اوّلیں

گزری ہے عمر ساری گناہوں میں اے خدا
کیا پیشکش حضور میں یہ شرمسار دے

گلشن عالم کی رونق ہے فقط انسان سے
گل بنانے ہوں اگر تو نے تو کر گِل کی تلاش

گالیاں کھائیں، پٹے، خوب ہی رسوا بھی ہوئے
عشق کی ایسی حلاوت ہے کہ جاتی ہی نہیں

کلامِ طاہر

گُل بوٹوں، کلیوں، پتّوں سے، کانٹوں سے خوشبو آنے لگی
اِک عَنبَر بار تصوُّر نے یادوں کا چمَن مہکایا ہے

گو جدائی ہے کٹھن دُور بہت ہے منزل
پر مرا آقا بُلا لے گا مجھے بھی اے ماں
گھٹا کرم کی ہجومِ بَلا سے اُٹھی ہے
کرامت اِک دِلِ دَرد آشنا سے اُٹھی ہے
گم گشتہ اسیرانِ رہِ مولا کی خاطر
مُدت سے فقیر ایک دُعا مانگ رہا ہے
گھِر آئیں گھنگھور گھٹائیں جُھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جُھک گیا ابرِ رحمتِ باری آبِ حیات لُو برسانے

دُرِّ عدن

گوشہ نشیں کو ناز ہے یہ بے ریا ہوں میں
جو نامور ہوئے انہیں شہرت پہ ناز ہے
گلشنِ حضرتِ احمد میں چلی بادِ بہار
ابرِ رحمت سے برسنے لگے پیہم انوار
گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
تو ہیں وہ اپنی یاد تو کر ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

ل

درِ ثمین

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
لعل یمن بھی دیکھے درِ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں
لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے
باز آتے نہیں ہیں غوغا سے
لگی سینے میں اس کے آگ غم کی
نہیں اُس کو خبر کچھ پیچ و خم کی
لیکھو کی بدزبانی کا ردّ ہوئی تھی اُس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

کلامِ محمود

لاکھوں انسان ہوئے دین سے بے دیں ہیہات
آج اسلام کا گھر گھر میں پڑا ہے ماتم
لوگوں کو غفلت کی تو ترغیب دیتا ہے مگر
بھول جائے گا یہ سب کچھ اُس سزا پانے کے دن

لالہ و گل کو دیکھ کر محمود — یاد مجھ کو وہ گلعذار آیا
لٹا دوں جان و مال و آبرو سب — جو میرے گھر کبھی تو آن نکلے
لیں جائزۂ عشق میرے عشق سے عاشق — دل کو مرے عشاق کا پیمانہ بنا دے
لعنت کو پکڑ بیٹھے انعام سمجھ کر تم — حق نے جو رِدا بھیجی تم اس کو رِدا ہی سمجھے

کلام طاہر

لو نغمہ ہائے دردِ نہاں تم بھی کچھ سُنو — دیکھو نا میرے دِل کی بھی راگن اُداس ہے
لگاؤ سیڑھی اُتارو دِلوں کے آنگن میں — نثار جاؤ۔ نظر وار وار کر دیکھو

لیکن یہ سب کے نصیب کہاں ہر ایک میں کب یہ طاقت ہے
کہ پیار کی پیاس بجھانے کو وہ سات سمندر پار آئے
لیکن آہ جو رستہ تکتے جان سے گزرے تجھ کو ترستے
کاش وہ زندہ ہوتے جن پر۔ ہجر کا اِک اِک پل دُوبھر تھا

لو ڈھلک گیا وہ آنسو کہ جھلک رہا تھا جس میں — تیری شمعِ رُخ کا پَرتو تیرا عکس پیارا پیارا

در عدن

ہے کے آب حیات تو آیا — مر رہے تھے جلا دیا تو نے
لاثانی اسوہ احمد کا یہ سیدھی راہ دکھاتا ہے — بے دُنیا چھوڑے مُسلم کو دنیا میں خدا مل جاتا ہے
لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو — بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو

بخار دل

لیک مرضی حق کی جب دیکھی یہی — کر لیا ہم نے بھی پتھر کا جگر!
لاکھ خوشیاں ہوں مگر خاک ہیں بے وصلِ نگار — قرب حاصل ہے جسے خرّم و شاداں ہے وہی
لذّتِ طاعت میں رہتا ہو محو — یار بِن اک لحظہ مشکل ہو گیا

م

درثمین

محمدؐ وہ نبیوں کا سردار ہے
کہ جس کا عدو مثلِ مردار ہے

مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دیں بھی ہے اک قشر حقیقت نہیں رہی

مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمان داروں کا نشاں

مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

مجھ پہ وہ لطف کئے تو نے جو برتر زِ خیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا

میری اولاد کو تو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ تاباں تیرا

میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفار یہی کہتا ہے قرآں تیرا

کلامِ محمود

مسلمانی ہے پر اسلام سے ناآشنائی ہے
نہیں ایمان کسبی، باپ دادوں کی کمائی ہے

میں نے مانا میرے دلبر تیری تصویر نہیں
تیرے دیدار کی کیا کوئی بھی تدبیر نہیں

مرے مولا مری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے

میں ترا در چھوڑ کر جاؤں کہاں
چینِ دل آرامِ جاں پاؤں کہاں

مری یہ آنکھیں کجا رویتِ دلدار کجا
حالتِ خواب میں ہوں میں کہ یہ بیداری ہے

کلام طاہر

محبوبیٔ و رعنائی کرتی ہیں طواف اس کا
قدموں پہ نثار اس کے جمشیدی و دارائی

میرے اس دنیا میں لاکھوں ہیں مگر کوئی نہیں
میرا تنہائیوں میں ساتھ نبھانے کے لئے

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے حضور اٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

مجھ سے بڑھ کر میری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہلانے والے

میرے بھائی آپ کی ہیں سخت چنچل سالیاں
شعلۂ جوالہ ہیں آفت کی ہیں پرکالیاں

درِعدن

ماہر ہے سرجری میں تو ہے ڈاکٹر کو ناز
مانا کہ انکسار بھی داخل ہے خلق میں
حاذق ہے گر طبیب طبابت پہ ناز ہے
پر کچھ نہ کچھ خلیق کو سیرت پہ ناز ہے

بخارِ دل

معرفت دل کو ملے روح کو نورِ ایماں
ذرے ذرے میں مرے عشق رچا دے اپنا
مذہبِ عشق کی دنیا سے نرالی ہیں رسوم
زندگی ملتی ہے اس راہ میں بے جاں ہو کر
مال اور املاک وقفِ دیں ہوئے
شوقِ جاہ و مال زائل ہو گیا

ن

دُرِثمین

نام اس کا نسیم دعوت ہے!
آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
نہ کیا ہے نہ کر سکے پیدا
سوچ لو یہ خدا ہے ویدوں کا
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے
نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ آستانہ
مرے مولا انہیں ہر دم بچانا
نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برأت ان کو عطا کر بندگی سے
نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا الم کا بے لبی کا

کلامِ محمود

نہ چھیڑ دشمنِ ناداں نہ چھیڑ کہتا ہوں
چھلک رہا ہے مرے غم کا آج پیمانہ
نہ تیرے ظلم سے ٹوٹے گا رشتۂ الفت
نہ حرص مجھ کو بنائے گی اس سے بیگانہ
نہیں ہیں مرے قلب پہ کوئی نئی تجلیاں
حرا میں تھا جو جلوہ گر مرا خدا وہی تو ہے
نظر تھی جس پہ رحم کی جو خوشہ چین فضل تھا
دلِ غلام جاں نثار آپ کا وہی تو ہے
نہیں ہے جس کے ہاتھ میں کوئی بھی شئے وہی تو ہوں
جو ہے قدیر خیر و شر مرا خدا وہی تو ہے
نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

کلام طاہر

نبیوں نے سجائی تھی جو بزمِ مہ و انجم — وَاللہ اُس کی تھی سب انجمن آرائی
نبیوں کا اِمام آیا، اللہ اِمام اُس کا — سب تختوں سے اُونچا ہے تخت عالی مقام اُس کا
ناگاہ تیری یاد نے یوں دل کو بھر دیا — گویا سمٹ گیا اُسی کوزہ میں نورِ شب
نحیف ہونٹوں سے اُٹھی ندائے اِستغفار — نوائے توبہ تھی اللہ کی قسم اِعجاز
نام محمدؐ کام مُکرم صلی اللہ علیہ وسلم — ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

دُرِ عدن

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے — کھلا تو ہے تیری جنت کا باب جانے دے
نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل — کہ قرب خطۂ رشک جناں میں رہتے ہو
نازاں ہے اس پہ جس کو فصاحت عطا ہوئی — جادو بیاں کو اپنی طلاقت پہ ناز ہے

بخار دل

نالۂ نیم شبی اتنا مؤثر تھا مرا — آپ بھی سُن کے کبھی سر کو ہلا دیتے تھے
نہ وہ زمیں ہی رہی پھر نہ آسماں وہ رہا — بس اک خیال رہا یہ کہ خواب تھا سارا
نکل کے خلد سے دیکھا تھا جو کہ آدمؑ نے — دکھا دیا وہی قسمت نے ہم کو نظارا
نام لکھوا کہ مسلمانوں میں تو خوش ہے عزیز — پر میں سچ کہتا ہوں ہیں یہ خونِ دل کھانے کے دن
نام تک اِس کا مِٹا دینے میں ہے تو کوشاں — اس کا ہر بار مگر آگے ہی پڑتا ہے قدم

و

دُرِ ثمین

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیںؐ ہے وہ تاج مرسلیںؐ ہے — وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر
اس سے انکار ہو سکے کیوں کر

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

کلامِ محمود

وہ اگر خالق ہے میں ناچیز سی مخلوق ہوں
ہر گھڑی محتاج ہوں اس کا وہ ہے پروردگار

وہ نصیبہ ہے ترا اے مرے پیارے عیسیٰؑ
فخر سمجھیں تری تقلید کو ابنِ مریمؑ

وہ شمع رُو کہ جسے دیکھ کر ہزاروں شمع
بھڑک اٹھی تھیں کیوزِ ہزار پروانہ

وہ آئے اور عشق کا اظہار کر دیا
پڑھتے رہے اندھیرے میں چھپ کر نماز ہم

وہ دِل مجھے عطا کر جو ہو نثارِ جاناں
جو ہو فدا لٹے دلبر وہ جان مجھ کو دے دے

کلامِ طاہر

وہ پاک محمّد ہے ہم سب کا حبیب آقا
انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی

وا درِ گریہ، کُشا دیدہ و دِل، لب آزاد
کس مزے میں ہیں ترے خاک نشیں آج کی رات

وہ ماہِ تمام اُس کا مہدی تھا غلام اُس کا
روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکرِ مدام اُس کا

وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالَم پر چھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی رِدا دی آیا

وہ احساں کا افسوں پھونکا موہ لیا دِل اپنے عدو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حُسن کا پیکر اِس خُو بُو کا

درِ عدن

وہ رحمتِ عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

والی بنو امصارِ علومِ دو جہاں کے
اے یوسفِ کنعاں خدا حافظ و ناصر

بخارِ دل

وہ نظیر حضرتِ احمدؐ بنی
شاہدِ گلفام ہے میرے خدا

وہ ہے علم کلام کا رہبر
اور مقابل میں جو ہے اجہل ہے

وہی مالوں کی قربانی پہ ہو سکتے ہیں آمادہ
ہیں جن کی ہمتیں عالی ہے جن کی زندگی سادہ

۵

درثمین

ہے عام اُس کی رحمت کیونکر ہو شکرِ نعمت
ہم سب ہیں اُس کی صنعت اس سے کرو محبّت

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کس طرح شکر کروں اے میرے سلطاں تیرا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغِ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

کلامِ محمود

ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ

ہے امن کا داروغہ بنایا جنہیں تو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے

ہمت نہ ہار اِس کے کرم پر نگاہ رکھ
مایوسیوں کو چھوڑ وہ ربِ غفور ہے

ہو جائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفہ کی چولیں
میرے حکیم ایسا بُرہان مجھ کو دے دے

ہے خواہش میری اُلفت کی تو اپنی نگاہیں اونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کے مقدر پر

ہے چیز تو چھوٹی سی مگر کام کی ہے چیز
دل کو بھی میرے اپنی اداؤں سے لبھائیں

ہے زندگی میں دخل نہ کچھ موت پر ہے زور
تو چیز کیا ہے ایک سرِ پُر غرور ہے

کلامِ طاہر

ہیں جان و جسم، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

ہو اجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں
کیا ہوئے دِن تیری غیرت کے دکھانے والے

ہم نہ ہوں گے تو ہمیں کیا، کوئی کل کیا دیکھے
آج دِکھلا جو دِکھانا ہے دِکھانے والے

ہم نے تو صبر و توکّل سے گزاری باری
ہاں مگر تم پہ بہت ہوگی یہ بھاری باری

ہر موجِ خونِ گُل کا گریباں ہے چاک چاک
ہر گُل بدن کا پیرہنِ تنگ اُداس ہے

درِ عدن

ہو وفا کو ناز جس پر جب ملے ایسا مطاع
کیوں نہ ہو مشہور عالم پھر وفائے قادیاں

ہم نے ہر فضل کے پردے میں اُسی کو پایا
وہی جلوہ ہمیں مستور نظر آتا ہے

ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا سب کے لئے
زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن پیر و جواں

ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری
ہر لمحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

ہر آن تیرا حکم تو چل سکتا ہے مولا
وقت آ ہی گیا ہو تو وہ ٹل سکتا ہے مولا

ی

درِ ثمین

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

یہی آئینۂ خالق نما ہے!
یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے

یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت اُن میں کیا ہے

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

یہ کہاں سے سن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو
کچھ نہیں تم پر عقوبت گو کرو عصیاں ہزار

یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشکِ تتار

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

یہ ہے خیال اُن کا پربت بنایا تنکا
پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے

کلامِ محمود

یہ ہے دوسری بات مانو نہ مانو
مگر حق تو یہ ہے کہ وہ آ گیا ہے

یونہی کہو نہ ہمیں لوگو کافر و مرتد
ہمارے دل کی خبر تم پہ آشکار نہیں

یہ رعب اور شان بھلا اس میں تھی کہاں
یہ دبدبہ تھا قیصر روما کو کب ملا

یہ بھی اُسی کے دم سے ہے نعمت تمہیں ملی
تا شکر جان و دل سے خدا کا کرو ادا

یاں عالم ان کو کہتے ہیں جو دین سے کورے ہوتے ہیں — جب دیکھو بھیڑیا نکلے گا جو بھیڑوں کا رکھوالی ہے

یا بزم طرب کے خواب نہ تو دکھلا اپنے دیوانے کو — یا جام کو حرکت دے لیلیٰ اور چکر دے پیمانے کو

کلام طاہر

یہ شب و روز ماہ و سال تمام — کیسے پیمانۂ صفات بنے!

یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے دَر کے فقیر — اور ہنس ہنس کے رَوانہ ہوں رُلانے والے

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مُقابل بنا اژدھا

آج بھی دیکھنا مَردِ حق کی دُعا، سِحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

یاد آئی جب اُن کی گھٹا کی طرح، ذِکر اُن کا چلا نَم ہوا کی طرح

بجلیاں دِل پہ کڑکیں بَلا کی طرح، رُت بنی خُوب آہ و فُغاں کے لئے

یہ بات نہیں وعدوں کے لیے لیکھوں کی تم دیکھو گے — ہم اٹھیں گے جھوٹی نکلے گی۔ لاف خدا نا ترسوں کی

درِعدن

یہ راحتِ جاں نورِ نظر تیرے حوالے — یا رب مرے گلشن کا شجر تیرے حوالے

بخارِ دل

یار کے کوچے کی ہو جا خاکِ راہ — اس کی چوکھٹ پر ہوں آہ و زاریاں

تیمی سے شہنشاہی پہ پہنچا — مگر پھر بھی وہی عجز و دعا ہے

یارب ہمارا آفتاب صلّ علیہ بے حساب — مجلس میں تھے جو باریاب تھے بامراد وکامیاب

67۔ "ربوہ" منظوم کلام 170

68۔ "سیرت وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوتِ الی اللہ اور ہجرت حبشہ" سیرت النبیؐ پر بچوں کیلئے گیارہویں کتاب 40

69۔ "جوئے شیریں" منتخب نظموں کا مجموعہ 104

70۔ "سیرت وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شعب ابی طالب وسفرِ طائف" سیرت النبیؐ پر بچوں کیلئے بارہویں کتاب 40

71۔ "سفرِ آخرت" آداب ومسائل 80

72۔ "درِّثمین" مع فرہنگ 328

73۔ "ہجرت" 216

74۔ "ہجرت مدینہ ومدینے میں آمد" سیرت النبیؐ پر بچوں کیلئے تیرہویں کتاب 88

75۔ "مرزا غلام قادر احمد" خاندان حضرت مسیح موعود کا پہلا شہید مع تصاویر 530

76۔ "یروشلم" 32

77۔ "حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب" (جلد اوّل) 720

78۔ "حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب" (جلد دوم) 560

79۔ "جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ" (احمدی بچوں کے لئے) 144

فہرست کتب

صفحات

نمبر	کتاب	صفحات
33۔	"میرے بچپن کے دن" حضرت مولوی شیر علی کے حالاتِ زندگی	28
34۔	"رنی الانبیاء" انبیائے کرام کے مستند حالاتِ زندگی	152
35۔	"عہدیداران کے لئے نصائح" سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا 31 راگست 1991ء کا خطاب	20
36۔	"گلدستہ" تیرہ سال تک کے بچوں کا تعلیمی و تربیتی نصاب	128
37۔	"سیرۃ و سوانح حضرت محمد ﷺ" (بطرز سوال وجواب)	290
38۔	"دعائے مستجاب" دُعا کا طریق اور حضرت مصلح موعود کے قبولیت دُعا کے واقعات	162
39۔	"ہماری کہانی" محترم حاجی عبدالستار آف کلکتہ کے حالات	120
40۔	"کلامِ طاہر" سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا شیریں کلام معہ فرہنگ	160
41۔	"انبیاء کا موعود" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے سلسلے کی پانچویں کتاب	72
42۔	"حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ" حضرت طاہرہ صدیقہ صاحبہ کی مرتّب کردہ کتاب زندگی	172
43۔	"ترکیبیں" آسان کم خرچ خالص اشیاء بنانے کی ترکیبیں	54
44۔	"قندیلیں" سبق آموز واقعات	192
45۔	"جماعت احمدیہ کا تعارف" دعوت الی اللہ کے لئے ضروری معلومات	252
46۔	"سیرت حضرت محمد ﷺ ولادت سے نبوت تک" بچوں کے لئے سیرۃ النبیؐ کی کتاب	88
47۔	"نماز" باترجمہ باتصویر	64
48۔	"گلشنِ احمد" پندرہ سال تک کے بچوں کا تعلیمی و تربیتی نصاب	168
49۔	"عاجزانہ راہیں" حضرت اقدس بانی سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں	280
50۔	"اچھی کہانیاں" بچوں کے لئے سبق آموز کہانیاں	32
51۔	"قوارير قوامون" حصہ اوّل	28
52۔	"دلچسپ سبق آموز واقعات" از تقاریر حضرت مصلح موعود	100
53۔	"سیرت حضرت محمد ﷺ نبوت سے ہجرت تک" بچوں کے لئے سیرۃ النبیؐ کی کتاب	80
54۔	"سچے احمدی کی ماں زندہ باد"	20
55۔	"کتابِ تعلیم"	160
56۔	"تجلیات الٰہیہ کا مظہر محمد ﷺ"	496
57۔	"احمدیت کا فضائی دور"	160
58۔	"امن کا گہوارہ مکہ مکرمہ" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے چھٹی کتاب	32
59۔	"بیعت عقبیٰ اولیٰ تا عالمی بیعت"	358
60۔	"سیرت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہجرت سے وصال تک" بچوں کے لئے سیرۃ النبیؐ کی کتاب	144
61۔	"انسانی جواہرات کا خزینہ" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے ساتویں کتاب	64
62۔	"حضرت محمد مصطفےٰ کا بچپن" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے آٹھویں کتاب	32
63۔	"مشاغل تجارت و حضرت خدیجہؓ سے شادی" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے نویں کتاب	28
64۔	"جنت کا دروازہ" والدین کی خدمت اور اطاعت، پاکیزہ تعلیم اور دلکش نمونے	144
65۔	"سیرت و سوانح حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ آغازِ رسالت" سیرت النبیؐ پر بچوں کے لئے دسویں کتاب	24
66۔	"کونپل (سندھی)" پانچ سال تک کی عمر کے بچوں کا تعلیمی اور تربیتی نصاب	24

اظہارِ تشکر

شعبہ اشاعت لجنہ کراچی انتہائی شکر گزار ہے

محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ

اور

محترمہ امۃ المتین وحید صاحبہ (قیادت نمبر 7)

کا جن کے مالی تعاون سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص، اموال اور نفوس میں برکت ڈالتا چلا جائے اور نسلاً بعد نسلٍ رضا کی راہیں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین اللّٰھم آمین

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سُورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں
واحِد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب مَوت کا شِکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

(دُرِّ ثمین)